شرم و حیا

ڈاکٹر ساجد خاکوانی
اسلام آباد

انسانیت کا لباس

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ایک موقع پر محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مسلمان کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو بہت زیادہ شرم و حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، کیونکہ حیا دراصل ایمان کا ایک حصہ ہے۔''

ایک اور صحابی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک موقع پر محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''شرم و حیا صرف بھلائی کا باعث بنتی ہے۔''

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے ادیان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''ہر دین کی ایک پہچان ہوتی ہے، اور ہمارے دین کی جداگانہ پہچان ''شرم و حیا'' ہے۔''

ایک بار محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کی غیر موجودگی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

''جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرتا رہ۔''

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی برے کام سے روکنے کا جو واحد سبب ہے وہ شرم و حیا ہے، اور جب کسی میں شرم کا فقدان ہو جائے اور حیا باقی نہ رہے تو اب اس کا جو جی چاہے گا وہی کرے گا اور جب انسان اپنی مرضی کا غلام بن جاتا ہے تو تباہی اس کا یقینی انجام بن جاتی ہے، اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہے تو اس سے شرم و حیا چھین لیتا ہے۔''

نظر بازی سے ناجائز آشنائیوں کے راستے کھلتے ہیں اور پھر انسانی معاشرہ بالآخر تباہی کے اس گڑھے میں جا گرتا ہے جس سے بچانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا گیا تھا۔ ہر میدانِ عمل کی طرح جب حیا اور شرم کے میدان میں بھی آسمانی تعلیمات سے منہ موڑ کر روگردانی کی جائے اور احکاماتِ ربانیہ کو پس پشت ڈال کر شادمانیوں کے گل چھڑے اُڑائے جائیں گے تو تباہی و بربادی انسان کا مقدر ٹھہرے گی۔

بے حیائی کے منطقی و تاریخی نتائج میں سے ایک بہت بھیانک نتیجہ خاندانی نظام کی تباہی ہے۔ شرم و حیا کا ایک نتیجہ نکاح کے ادارے کی مضبوطی و پختگی اور دوام بھی ہے۔ مرد کو جب دوسری عورتیں نظر ہی نہیں آئیں گی یا لپٹی، سمٹی اور ڈھکی ہوئی نظر آئیں گی تو چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی تمام تر توجہ اپنی ہی زوجہ کی طرف رہے گی۔ اسی طرح جب عورت کا چاہنے والا صرف ایک ہی ہوگا، یعنی اس کا اپنا شوہر ہی ہوگا تو اس کا مرکزِ التفات کبھی منتشر نہیں ہوگا، اور خاندانی نظام مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا، جس کا نتیجہ سوائے خیر کے کچھ بھی برآمد نہیں ہوگا۔

اگر تصویر کا دوسرا رُخ مشاہدہ کیا جائے تو دنیا میں اس قبیل کے بھی بے شمار معاشرے نظر آئیں گے، جو معاشرے معاشقوں کی بھینٹ چڑھ کر زندہ انسانوں کا قبرستان بن چکے ہیں، بے روح انسانوں کے اجسام کا جمِ غفیر ہے جو ایک دوسرے سے بیزار، حرص و ہوس کی دوڑ میں چند سکوں کے عوض باہم جھنجھوڑنے، بھنبھوڑنے اور نوچنے، چاٹنے، سونگھنے اور چکھنے کے بعد اگلے شکار کی تلاش میں کسی دوسرے بے روح جسم سے کفن کو تار تار کرنے کی تگ و دو میں مصروفِ عمل ہو جاتا ہے۔ شرم و حیا کے قحط نے وہاں کے انسانوں کی روحوں کو بے آب و گیاہ ریگستان کی مانند تپتے ہوئے پیاسے صحرا کی مثال بنا دیا ہے، جہاں ہر سو سراب ہی سراب ہیں۔ رحم کے رشتے ہوں یا نسبی و صہری تعلقات ہوں، شرم و حیا کی قلت و تعدیم نے ہر نوع کے دامنِ عصمت کو ورق ورق کر دیا ہے اور اس کا وہی مذکورہ نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ عریانی و فحاشی کے خونخوار ہاتھوں سے خاندانی نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے۔

لومڑی گڑھے میں پھنسی تھی، بار بار چھلانگیں لگانے کے باوجود نکل نہیں پا رہی تھی۔ گدھے نے دیکھا تو لومڑی نے فوراً گڑھے کی دیواروں کو سونگھ کر آنکھیں اس طرح بند کیں کہ جیسے بہت لذت و سرور آ رہا ہو۔ گدھے نے پوچھا تو لومڑی نے گڑھے کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے کہ گویا یہ گڑھا قطعۂ بہشتِ بریں ہے۔ گدھے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، چھلانگ لگا دی۔ لومڑی نے گدھے کی کمر پر اپنے پاؤں ٹکائے اور چھلانگ لگا کر گڑھے سے باہر آ گئی۔ دشمن اپنے پورے وسائل، قوت و طاقت اور ذہنی و فکری صلاحیتوں اور تحریری و تقریری مواد سے سے اُمتِ مسلمہ کے سامنے عریانی و فحاشی و مے خواری و بدکاری و لذتِ گناہ اور گناہِ بے لذت کے اس مکروہ اور بدبودار و مکروہ گڑھے کو جنت بنا کر دکھانے میں

پوری طرح مصروف ہے، جب کہ غدارانِ ملت ہمیشہ کی طرح اس بار بھی گدھے کا کردار ادا کر کے اپنی وہ قیمت وصول کررہے ہیں کہ جس کا خمیازہ صدیوں تک نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔ ایسے لوگوں کے بارے قرآن مجید نے واضح طور پر کہا ہے کہ:

’’اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَاللہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔‘‘ (النور:۱۹)

ترجمہ: ’’جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔‘‘

دشمن ہمیں اس گڑھے میں دانستہ طور پر گرانا چاہتا ہے، جہاں سے نکلنے میں وہ خود بری طرح ناکام ہے، لیکن وہ گڑھے میں پھنسنے کے بھیانک انجام سے ہمیں اس لیے آگاہ نہیں کرتا کہ ہم اس کے جال میں بآسانی شکار ہوجائیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے لیے بہت کافی ہیں، الحمدللہ۔

گزشتہ اقوام کی تباہی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ گناہ کے کام مل کر اجتماعی طور پر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر عذاب اگرچہ بڑا عذاب ہے، لیکن سب سے سخت ترین عذاب قومِ لوط پر آیا جو اجتماعی عذاب بھی تھا اور انفرادی عذاب بھی۔ اس قوم کے جرائم میں ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ شرم وحیا سے عاری ہوچکی تھی اور بے حیائی کے کام بھری محفلوں میں سرِعام کیا کرتے تھے۔ قومِ لوط کے لوگوں کی گفتگوئیں، ان کی حرکات وسکنات، اشارات وکنایات اور ان کے محلے اور بازار سب کے سب عریانی وفحاشی اور برائی وبے حیائی کا مرقع تھے، تب وہ غضبِ خداوندی کے مستحق ٹھہرے۔

آج کی سیکولر تہذیب نے بھی انسانیت کو حیا کے لبادے سے ناآشنا کردیا ہے اور انسان کو ثقافت کی آڑ میں اپنے خالق ومالک سے دور کر کے تباہی وبربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ پس جو بھی اس بے ہودگی وہوسِ نفس کی ماری پرکشش اور فریب زدہ سیکولر تہذیب میں داخل ہوگا، وہ ’’اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ‘‘ کی عملی تصویر بنتے ہوئے ممکن ہے کہ قومِ لوط میں شمار ہو کہ یہ سیکولر فکر خالصتاً ابلیس اور اس کے پیروکاروں کا راستہ ہے، جس کا انجام بھڑکتی ہوئی آگ کی وادیاں ہیں، اور جو اس نقصان سے بچنا چاہے اس کے لیے کل انبیاء علیہم السلام کا طریقۂ حیات موجود ہے، جسے بسہولت حیاتِ حیاداری کا نام دیا جاسکتا ہے کہ اس دنیا میں انسانوں سے حیا ہو اور روزِ محشر اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر کے سامنے پیش ہونے کا خوف وحیا ہو۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....